www.emarsiya.com

۷۸۶

پانچواں مرثیہ

درحال حضرت عباس علیہ السلام

بند ۹۴

مطلع

جس وقت خاک میں چمن مجتبیٰ ملا
سقائے اہلبیتؑ کو اذنِ وغا ملا
حیدرؑ کے لال کو گہرِ مدعا ملا
رخصت ملی کہ خلعتِ راہِ خدا ملا
نکلا جری اٹھا کے جو پردہ خیام کا
دھوکا ہوا سپہر کو ماہِ تمام کا

اردو کے صحن تک جو گیا وہ مہِ منیر
پرتو سے رُخ کے ہوگئے آفاق مستطیر
روشن ہوا یہ نور سے قصرِ سپہرِ پیر
گویا کرۂ فلک کا بنا مہر مستدیر
تھا برگِ زرد ، چرخِ چہارم کے باغ کا
عالم تھا آفتاب پہ دن کے چراغ کا

اللہ رے جمالِ علمدارِ نامور
عالم ہوا فروغِ تجلی سے بہرہ ور
ذروں نے اٹھ کے خاک سے پہنی قبائے زر
جاذبِ ضیاسے بن گئے ہمصورتِ نظر
مرآتِ جاں غبارِ سیہ رنگ ہوگیا
صحرا نگارخانۂ ارژنگ ہوگیا

www.emarsiya.com

سوئے خیام پھر کے جو غازی نے کی نگاہ دیکھا کہ پیدل آتے ہیں سلطان دیں پناہ
آنسو ہیں چشم پاک میں اور لب پہ سرد آہ دشوار ہے وفور نقاہت سے قطع راہ
قوت نہیں امام ملائک صفات میں
بازو پہ رکھا ہے علی اکبر کے ہات میں

عباسؑ نے یہ عرض کی با دیدۂ پر آب تکلیف کیوں حضور نے کی اے فلک جناب
آقا غلام کے لئے اس درجہ اضطراب اللہ جاں نثار کی خاطر یہ پیچ و تاب
ہیں بے حساب لطف امام انام کے،
یہ رنج و کرب ہجر میں ادنیٰ غلام کے

فرمایا شاہ دیں نے کہ لے قوت جگر سچ ہے ہمارے درد کی تم کو کہاں خبر
ہوتی تمھیں بھی قدر مرے دل کی سیمبر پیری میں ٹوٹتی اگر اس طرح سے کمر،
دشمن کو بھی یہ درد جگر کبریا نہ دے
غربت میں دل کو داغ برادر خدا نہ دے

یہ کہہ کے اپنے پاس بلایا امام نے عباسؑ کو گلے سے لگایا امام نے
دامن میں خونِ دیدہ بہایا امام نے تا دیر روئے اور رلایا امام نے
دیکھا نگاہ یاس سے روئے دلیر کو
آخر کیا وداع شہ دیں نے شیر کو

آیا قریب اسپ سبک رو وہ لا کلام دابیت زمیں پہ گاڑ کے لی ہاتھ میں لجام
لکھا ہٹا کے بالِ فرس کو علی کا نام رکھا قدم رکاب کے حلقے میں شاد کام
لے کر زباں سے نام شہ ارجمند کو
روشن کیا ہزبر نے زینِ سمند کو

www.emarsiya.com

ضیغم ہوا جو پشتِ سبک رو پہ جلوہ گر سمجھے یہ سب کہ چرخ پہ طالع ہوا قمر
گھوڑے پہ تھا سوار یداللہ کا پسر یا طور پہ کلیم خداوندِ بحر و بر
شبدیز پر دلاور عالی مزاج تھا،
گل تھا سمند پہ یا سرِ قیصر پہ تاج تھا

گھوڑے کی پشت پر ہیں علمدار نوجواں یا کرسیِ شفق پہ ہے خورشید آسماں
طوبیٰ پہ عندلیب ہے یا قمریِ جناں سدرہ پہ جبرئیل ہیں سبزے پہ ارغواں
راکب نہیں تگاورِ گردوں وثاق پر،
دلدل پہ ہیں علیؑ کہ محمدؐ براق پر،

جس دم سنبھل کے بیٹھ چکا اسپ پر جری رایت لیا جری نے بہ آئینِ صفدری
عازم ہوا نبرد کا ابنِ شہِ عزی لینا تھا باگ کا کہ فرس بن گیا پری
رفتار شاہزادہ جو اس بادپا کی تھی
شوخی ہر اک قدم پہ عروسِ صبا کی تھی

ہاں اے قلم سبک قدمِ عنبریں شام گلگوں صف شکن کی ثنا کا ہو یہ مقام
دیکھیں گے اہلِ ہوش تری شوخیِ خرام رکھنا دلھن کی طرح زمیں پر ثنا کی گام
نادم ہوں عکسِ نعل سے شعلے چراغ کے
وہ چال چل کہ مست ہوں طاؤس باغ کے

قدرت خدا کی رخش ہو غازی کا یا غزال آہو کی جست و خیز ہو بالکل پری کی چال
گردن ہو یا نہال کی اک شاخِ بے مثال مخمل کا خواب نرم ہو یا جلد کے ہیں بال
ہو تر عرق سے یال جو اسپِ غیور کی،
گویا ہوا میں سوکھتی ہے زلف حور کی

www.emarsiya.com

اعضا پری کی طرح تناسب میں معتدل نازک دہن وہ جس سے گلِ یاسمن خجل
فربہ کفل، دقیق، کمر، ہوشیار دل پیاری کنوتیاں صفتِ لام متصل
سرکوب خاکِ معرکۂ کارزار کا!
دشمن عدو کے نام کا عاشق سوار کا

اے یکہ تاز کلکِ بلاغت شعار بس اے شہسوار دوشِ نسیمِ بہار بس
بس اے کمیتِ خامۂ آہو شکار بس دیکھی سبک روی تری اے عشوہ کار بس
دم لے ذرا ٹھہر کہ تمازت بلا کی ہے
آتش قدم نہ ہو کہ ثنا بادپا کی ہے

سائے میں لے سوار کے دم اے نکو شیم منظور ہو کہ وصف سراپا کروں رقم
ادہم کی یہ ثنا تھی کہ مضموں ہوئے بہم راکب کی مدح کھیل نہیں کوئی اے قلم
گو تو بھی آہنیں شکم و سینہ فراخ ہے
لیکن یہ ہفت خوانِ ثنا سنگلاخ ہے

مثلِ حباب چشم ضیا بار و نور پاش جس کا فروغ سینۂ خورشید کا خراش
نازک حریرِ خلد سے بھی ہو کہیں قماش چھو جائے گر نسیم تو ہو جائے پاش پاش
حیرت میں ہو خرد کہ سبب کیا ہے نور کا
ہاں اب کھلا کہ بافتہ ہے دستِ حور کا

ہے اس جبیں سے نورِ خداوند کا عیاں معراجِ حسن کے لئے زینہ ہے نردباں
دو حلقۂ کماں ہیں یہ ابروئے دلستاں مطلب یہ ہو کہ ختم ترقی ہوئی یہاں
قوسین تک رسولِ خدا کا گذار ہے
آگے حجابِ قدرتِ پروردگار ہے

www.emarsiya.com

دو لب ہیں جن میں ایک بدخشاں ہے اک یمن دنداں گہر ہیں اور وہ ہیں ساحل عدن
اور از شاخ سبز ہو اور پھول ہیں سمن وہ پھول ہیں کہ جنمیں ہیں مضموں چمن چمن
منھ میں زبان پاک ہے خوانِ خلیق کی،
سینے پہ ناطقے کے ہے تختی عقیق کی

لب سے اتر کے رخ میں ہو پیدا ذقن کا ظہور گویا ہو شاخ لعل میں آویزۂ بلور
ہو اس لئے علامت چاہ ذقن ضرور جس میں کہ چشم زخم رہے اس جگہ سے دور
میوہ ہر ایک اس کے مقابل میں زشت ہو
یہ سیبِ تر کلاسی باغ بہشت ہے،

گیسو دوش کشور خوبی کے بادشاہ وہ سنبل بہشت یہ آئینہ ہائے ماہ
گردن ہو یا صراحیِ صہبائے عز و جاہ سر بارگاہ علم ہے یہ رکنِ بارگاہ
تشبیہ یہ گلے کی بہت دل پسند ہے
شمع نفس کا شعلۂ بالا بلند ہے

بازو ہیں بے عدیل تو ساعد ہیں لاجواب محفل میں اس سے شمع خجل اُس سے آفتاب
ہیں انگلیاں دلیر کی یا پنجۂ عقاب ناخن ہلال عید کف دست ہے سحاب
درنجف ہو خاتم دست جناب پر،
تابندہ ہو سہیل یمن آفتاب پر!

زانو و ساق، گنبدِ فضل و عمادِ نور وہ قرص آفتاب ہو یہ گلبن بلور،
اس سے خجل نہال جناں اس سے ہو روئے حور وہ منزل نشاط ہو یہ جادۂ سرور
بالائے ساق زانوئے روشن جناب کا
ہو خط استوا میں کلس آفتاب کا

www.emarsiya.com

کعبِ قدم سے صنعتِ صانع ہو آشکار پائے نہال میں ہو کھلا غنچۂ بہار
آنکھیں بچھا زمین پہ لے کلکِ تازہ کار یہ مرحلہ ثنائے قدم کا ہے ہوشیار
نقش اس قدم کا تاجِ سرِ اعتبار ہے
کحل الجواہرِ فلک اس کا غبار ہے

پنجے سے ہو قدم کے عیاں اوج و احتشام طغرائے صنع بس کہ ہوا ہے یہاں تمام
پیدا ہے انگلیوں سے کہ ہیں سینِ السلام اے طبعِ پاک بس کہ ادب کا ہے یہ مقام
اُٹھ کر زیارتِ قدمِ شہریار کو!
رکھدے زمیں پہ خامۂ جادو نگار کو

احسنت اے سخنورِ شیریں زبان کلک احسنت اے سحابِ جواہر فشان کلک
شاباش اے خطیبِ بلاغت نشان کلک صد آفریں فرزدقِ رنگیں بیان کلک،
آتی ہو مرحبا کی صدا چرخِ پیر سے،
ہے وجد عندلیب کو تیری صفیر سے

طے ہو گیا بیان سراپا کا مرحلہ اب سیرِ رزمگاہ کا ہے دل میں ولولہ
گھوڑا اڑا کے شیرِ ژیاں فوج پر چلا ہشیار اے قلم کہ ہے گیتی کو زلزلہ
برسے گا ابرِ تیغ صف کارزار پر!
چلنی ہے تجھ کو راہ دمِ ذوالفقار پر

آیا ہژبر معرکۂ رستخیز میں اُچھل پڑی نہیب سے اہلِ ستیز میں
ہیبت سے دم رہا نہ کسی تیغِ تیز میں پیچھے ہٹی گریز خیالِ گریز میں
مرغانِ ہوش فوجِ ستمگر کے اُڑ گئے
پیکاں بھی طائروں کی طرح ڈر کے اُڑ گئے

www.emarsiya.com

پہونچا جری جو متصل فوج کینہ خواہ — چمکار کر سمند کو روکا بعز و جاہ
ڈالی سپاہ ظلم پہ مثل اسد نگاہ — پڑھنے لگا رجز پسر ضیغم الٰہ
گونجی جو دشت ظلم میں آواز شیر کی
روئیں تنوں پہ چھا گئی ہیبت دلیر کی

پہلے ثنا و نعت میں رطب اللساں ہوا — پھر یوں سپاہ شام سے گوہر فشاں ہوا
ہم وہ ہیں جن کے واسطے پیدا جہاں ہوا — گیتی ہوئی بسیط، بلند آسماں ہوا
روشن گہر ہیں، تاج شہ بحر و بر کے ہیں
ہم رشتہ دار حضرت خیر البشر کے ہیں

شبیر کا غلام ہوں اے لشکر ستم — آقا مرا ہے تخت دل سید الامم
خدمت گذار جس کا ہے جبریل محترم — فطرس اسی کے گھر کا ہوا اک بندۂ کرم
دنیا میں اب یہ ایک ہے دولت بتول کی
مادر اسی ولی کی ہے بیٹی رسول کی!

روز نبرد تیغ زنی ہے ہنر مرا — عہد صبی سے کھیل ہے تیغ و سپر مرا
ضیغم ہوں نیستان شجاعت ہے گھر مرا — سیاف روز بدر و احد ہے پدر مرا
خیبر کشا کا لال علی کا نشان ہوں
جس نے جنوں کو زیر کیا اس کی جان ہوں

ان بازوؤں میں زور اسی مقتدا کا ہے — یہ رایت بلند اسی رہنما کا ہے
میں کیا ہوں سب یہ لطف و کرم کبریا کا ہے — سارا یہ فیض صحبت شیر خدا کا ہے
ضیغم ہوں، ابن فاتح بدر و حنین ہوں
بنت اسد کے لال کا میں نور عین ہوں

www.emarsiya.com

دیکھی ہے آنکھ میں نے علی سے دلیر کی　　کعبہ میں جس نے گردنِ اصنام زیر کی
سبقت کا انتظار رہنے، اتنی جو دیر کی　　سیرت ہو یہ بھی خالق اکبر کے شیر کی
کرتے ہیں پاس جنگ میں دشمن کی جان کا!
مخصوص یہ شرف ہو اسی خاندان کا!

مارے گئے ہیں بدر میں جن ظالموں کے جد　　جن کے پدر احد میں تھے ساکنِ لحد
دیکھیں وہ آکے صورتِ اسلاف روزِ بد　　اس دشت میں ہے آج اُسی دریا کا جزر و مد
نکلیں وہ بہرِ جنگ جو رن میں زیاد ہوں
حالات جن کو خیبر و خندق کے یاد ہوں

حیدر کا لال جب یہ رجز کر چکا بیاں　　غازی نے لی نیام سے شمشیرِ جانستاں
نکلی چمک کے ابر سے اک برقِ ناگہاں　　گویا ہلالِ عید ہوا چرخ پر عیاں
ادبار ابنِ سعد کا پیدا نشاں ہوا،
فوجِ ستم کو قوسِ قزح کا گماں ہوا

ضیغم کی تیغ شاہ ابرو ہلال تھی　　صحرا تھا سجدہ اور وہ بیلے جمال تھی
خم تھی فروتنی سے کہ صاحب کمال تھی　　آتش زباں تھی شوخ تھی نازک خیال تھی
جلوہ دکھا رہی تھی رخِ بے حجاب کا
ذروں کو دے رہی تھی سبق آفتاب کا،

تلوار تھی کہ مرغِ ظفر آشیانہ تھا　　جوہر کا ابر صورتِ آئینہ خانہ تھا
پھل تیغ کا خزانۂ فتحِ شہانہ تھا　　تلوار پر تھی آب کہ ماہِ خزانہ تھا
صورت زباں کی شکل جو اُس شعلہ خو کی تھی
مطلب یہ تھا کہ دھوپ میں پیاسی لہو کی تھی

www.emarsiya.com

دیکھی ہے آنکھ میں نے علی سے دلیر کی کعبہ میں جس نے گردن اصنام زیر کی
سبقت کا انتظار رہے، اتنی جو دیر کی سیرت ہو یہ بھی خالق اکبر کے شیر کی
کرتے ہیں پاس جنگ میں دشمن کی جان کا!
مخصوص یہ شرف ہو اسی خاندان کا!

مارے گئے ہیں بدر میں جن ظالموں کے جد جن کے پدر احد میں ہوئے ساکن لحد
دیکھیں وہ آکے صورت اسلاف روز بد اس دشت میں ہے آج اُسی دریا کا جزر و مد
نکلیں وہ بہر جنگ، جو رن میں زیادہ ہوں
حالات جن کو خیبر و خندق کے یاد ہوں

حیدر کا لال جب یہ رجز کر چکا بیاں غازی نے لی نیام سے شمشیر جاں ستاں
نکلی چمک کے ابر سے اک برق ناگہاں گویا ہلال عید ہوا چرخ پر عیاں
ادبار ابن سعد کا پیدا نشان ہوا،
فوج ستم کو قوس قزح کا گماں ہوا

ضیغم کی تیغ شاد، ابرو ہلال تھی صحرا تھا نجد اور وہ لیلےٰ جمال تھی
خم تھی فروتنی سے کہ صاحب کمال تھی آتش زباں تھی، شوخ تھی، نازک خیال تھی
جلوہ دکھا رہی تھی رخ بے حجاب کا
ذروں کو دے رہی تھی سبق آفتاب کا،

تلوار تھی کہ مرغ ظفر آشیانہ تھا جوہر کا ابر صورت آئینہ خانہ تھا
پھل تیغ کا خزانۂ فتح شہانہ تھا تلوار پر تھی آب کہ ماء خزانہ تھا
صورت، زباں کی شکل جو اُس شعلہ خو کی تھی
مطلب یہ تھا کہ دھوپ میں پیاسی لہو کی تھی

www.emarsiya.com

تیغ دو دم کو تول کے وہ شیر نر بڑھا — گویا سحاب تیرہ کی جانب قمر بڑھا
طوبیٰ صفت نشان شہ بحر و بر بڑھا — اقبال سر پہ کھول کے چتر ظفر بڑھا
تھا صاف دبدبہ اسد کردگار کا،
میداں سے شیر نر ہوا عازم کچھار کا

دیکھا جو ابن سعد سیہ کار نے یہ حال — یعنی کہ ہے فرات کا عازم علی کا لال
لشکر کیا روانہ دریا باتصال — آئے سمٹ کے نہر پہ سب بانیٔ ضلال
حائل ہوئی جو فوج ستم رزمگاہ میں
لشکر پہاڑ بن گئے دریا کی راہ میں

غازی دھنسا سپاہ میں لیکر علیؑ کا نام — کوندی جو صاعقے کی طرح شیر کی حسام
گھوڑوں سے یوں ڈھلک کے گرے خود سران شام — سمجھے یہ راہوار کہ ترکی ہوئے تمام
فوجوں کے ابر صورت قرطاس پھٹ گئے
ایسی ہوا چلی کہ رسالے الٹ گئے

ظالم اسیر دام بلا ہو کے رہ گئے — ٹاپوں سے مرکبوں کی فنا ہو کے رہ گئے
سینے دو پارہ مثل قبا ہو کے رہ گئے — جو بچ گئے وہ ردِ قضا ہو کے رہ گئے
قوت نہ بیٹھنے کی نہ اٹھنے کی تاب تھی
مُردوں کے ساتھ زندوں کی مٹی خراب تھی

شوریدہ سر تھے دشت میں سرباز اک طرف — تھے زخمی ہمگیں قدر انداز اک طرف
پھولے کھڑے تھے اسپ تگو تاز اک طرف — راکب پڑے تھے خاک پہ ناساز اک طرف
تختہ کھلا ہوا تھا دکانِ ثبات کا!
بازار لٹ رہا تھا متاع حیات کا

www.emarsiya.com

یکتا جری کی تیغ تھی ہر ایک رنگ میں مانند صاعقے کے اترتی تھی سنگ میں
راہیں نئی نکالی تھیں میدان جنگ میں راکب کے سر سے آتی تھی مرکب کے تنگ میں
مشتاق اختلاط تھی صدر و گلو کے ساتھ
ایک ایک رگ میں دوڑ رہی تھی لہو کے ساتھ

اللہ رے کاٹ صارم خارا شگاف کا سینہ ہزار چاک تھا دشت مصاف کا
دامن اٹھا کے زخم سپاہ خلاف کا ہر بار پونچھتی تھی لہو دُرِّ صاف کا
ہر چند غرق تھی ہمہ تن خون ناب میں
پیکر تھا خشک صورت آئینہ آب میں

مجموعۂ کمال تھی غازی کی تیغ تیز سیال و آبدار و شرربار و شعلہ خیز
آہن نہاد و نقرہ عیار و جہاں ستیز قامت میں نونہال طبیعت میں برگ ریز
جلوے وہی عتاب کے اور انکسار کے
نقرے تمام نوک زباں ذوالفقار کے

ڈٹیں صفیں سپاہ کی خالی پڑے ہوئے لاشوں سے دشت کین کے گڑھے تھے بھرے ہوئے
تھے قیدیٔ حیات کچھ ایسے ڈرے ہوئے بیٹھے تھے زانوؤں پہ سروں کو دھرے ہوئے
اس مرتبہ حیات سے آشفتہ حال تھے
سر خود سروں کو دوش پہ اپنے وبال تھے

بھاگڑ پڑی تھی سپاہ میں تیغ دلیر سے جس طرح رم غزال کریں ببر شیر سے
ملتی تھی راہ راست ڈری سی نہ پھیر سے دشت ستم میں ٹھوکریں کھاتے تھے دیر سے
اوس حال میں نہ تھے متحمل جو بار کے
زرہیں بدن کو پھینک رہے تھے اتار کے

www.emarsiya.com

اپنی سزا کو رسنیں جو پہونچے وہ نابکار ٹھہرا فرس کو روک کے حیدرؑ کا یادگار
بولا ہزار شکر خداوند روزگار! جس کا نہ تھا گماں وہ ہوا امر آشکار
ایزد نے آج کیا شرف منجلی دیا
اک ناتواں کو زور علیؑ ولی دیا

کیا بندہ پروری ہے کہ لہٗ الحمد والثنا عباسؑ یہ جہاد کجا اور تو کجا
لاکھوں سے اک ضعیف کو دی قوت وغا احسان کردگار ہے یہ لطف کبریا
تائید تھی یہ فاتح بدر و حنین کی
کیا جنگ سر ہوئی برکت سے حسینؑ کی

بیٹھا تھا در پہ خیمے کے زہرا کا نونہال اکبر کھڑے تھے باپ کے پہلو میں خستہ حال
ہمشکل مصطفےٰ سے یہ بولا علیؑ کا لال اس وقت کم ہو غلغلہ وادیٔ قتال
قرنا کی ہو نفیر نہ بندق کی دھوم ہے
لشکر کا شاید ابن علی پر ہجوم ہے

دیکھو تو دشت ظلم میں جا کر پدر نثار کس مورچے پہ لڑتے ہیں عباسؑ نامدار
یارب پھرے صحیح وسلامت وہ شہ سوار شبیرؑ ہو نہ منھ سے بھتیجوں کے شرمسار
فیروز مند خلق میں وہ مہ جبیں رہے
سرسبز باغ حضرت ام البنیں رہے!

شبیرؑ کے جواب میں بولا وہ لالہ فام تشویش کی جگہ نہیں اے قبلۂ انام
آقا محل شکر ہے سجدے کا ہے مقام حیدرؑ کے یادگار سے بھاگی سپاہ شام
لشکر کو ابن سعد کے زیر و زبر کیا
بابا چچا نے معرکۂ جنگ سر کیا

www.emarsiya.com

حضرت نے جب سنا علی اکبر سے یہ کلام سجدے میں بہرِ شکر جھکے قبلۂ انام
فضہ نے آکے یوسفِ شہ کو دیا پیام تم کو پھوپھی بلاتی ہیں اے میرے لالہ فام
دم ہے لبوں پہ آلِ رسالت پناہ کا،
کہہ جاؤ گھر میں حال علمدار شاہ کا

آیا وہ رشکِ ماہ جو بنتِ علی کے پاس دیکھا کہ غش کے حال میں ہے وہ خدا شناس
کی عرض دست بستہ کہ اے آسماں اساس اقبال سے حضور کے زائل ہوا ہراس
پسپا جری سے لشکرِ شمر و عمر ہوا
میداں میں فتحیاب علیؑ کا پسر ہوا!

یہ مژدۂ طرب جو پھوپھی سے کیا بیاں بنتِ علی کی جان میں جان آگئی ناگہاں
سیدانیاں جو خوف سے بیٹھی تھیں نیم جاں کرنے لگیں سپاس خداوند انس و جاں
خوش حال اس نوید سے چھوٹے بڑے ہوئے
بچے پڑے تھے غش میں مگر اٹھ کھڑے ہوئے

بیٹھی تھی جب جو زوجۂ عباس باکمال بولی اِس سے خواہرِ شبیر خوش خصال
بی بی خدا کا فضل ہے بیٹھو نہ تم نڈھال میداں میں کامیاب ہوا مرتضیٰ کا لال
شکر خدا شگفتہ گلِ آرزو ہوا!
ام البنین کا سخت جگر سرخرو ہوا

سن لی خدا نے رانڈ دکھی زاری ہزار شکر پسپا ہوئے سپاہ کے ناری ہزار شکر
عزت رہی جہاں میں تمہاری ہزار شکر آتا ہے اب وہ خامۂ باری ہزار شکر
وارث کا سر نبرد میں کٹنے سے بچ گیا
بی بی تمہارا بخت اُف لٹنے سے بچ گیا

www.emarsiya.com

ناگہ سنی جو غش میں سکینہ نے یہ خبر جلدی سے کانپتی ہوئی اٹھی وہ نوحہ گر
آکر پھوپھی کے پاس یہ بولی بچشم تر سچ ہو پھوپھی کہ آتے ہیں عباسؑ نامور؟
سنتی ہوں میں شکست ہوئی فوج شام کی
رن میں دہائی پڑ گئی عمو کے نام کی

خیمہ میں کر رہی تھی سکینہ تو یہ بیاں عباسؑ کو ملال سکینہ کا تھا وہاں،
آیا خیال پیاس کا اس کی جو ناگہاں اک آہ سرد کھینچ کے لی اسپ کی عناں
غازی کا خوش خرام بڑھا عز و جاہ سے
ساحل کی سمت شیر چلا رزمگاہ سے

پہونچا جری سبزہ کی صورت کچھار میں پرتو حسام کا جو پڑا آبشار میں،
پانی سمٹ کے نہر کا آیا کنار میں تہ پر نہنگ بیٹھ گئے اضطرار میں
شعلے سے عکس تیغ ظفر انتساب کے
دریا میں جل کے رہ گئے غنچے حباب کے

آیا قریب آب جو وہ خاصۂ احد انگڑائی اک دلیر نے لی صورت اسد
گو تشنہ کام تھا پسر ضیغم صمد پانی پہ کی نگاہ جری نے بہ چشم رد
اونچا کیا علم کے پھریرے کو شیر نے
دریا میں خوش خرام کو ڈالا دلیر نے

سایہ پڑا جو روئے جری کا میان آب جام بلور بن گئے پیمانۂ حباب
دریا کی تہ تھی مطلع خورشید کا جواب تھا ایک آب نہر میان دو آفتاب
دیکھے قدم جو گوہر تاج سپہر کے
آنکھیں لڑائیں موج نے چشمے سے نہر کے

www.emarsiya.com

اُڑا میان آب جو شبدیز با کمال — پانی پہ ٹاپ مار کے رویا وہ خستہ حال
گردن پہ باگ رکھ کے یہ بولا علی کا لال — سیراب آب نہر سے ہو لے اس خصال
دو دن سے تو بھی گرسنہ و تشنہ کام ہے
تو بے زباں ہے خوف خدا کا مقام ہے

گردن ہلا کے اسپ نے غازی پہ کی نظر! — مطلب یہ تھا کہ اے قمر مطلع ہنر!
یہ خشک لب حضور کے جبتک رہیں گے تر — پانی نہیں پیے گا سمند وفا سیر
سبقت کروں حضور پہ میں کس دلیل سے
ایسی خطائے فاش نہ ہوگی اصیل سے

سمجھا جو یہ اشارۂ رہوار وہ جناب — ازبسکہ تھا رحیم جگر بند بوتراب
میلانِ طبع پاک نہ تھا گو کہ سوئے آب — لیکن بڑھا کے ہاتھ جھکا صورتِ سحاب
تلوار دستِ چپ میں بغل میں نشاں لیا
چُلّو بنا کے ہاتھ میں کچھ آبِ رواں لیا

پانی کو لے کے ہاتھ میں وہ سایۂ الٰہ — منھ کے قریب لا کے پیا چاہتا تھا آہ
یاد آگئی جو تشنگیٔ شاہِ دیں پناہ — پانی جری نے پھینک کے گردوں پہ کی نگاہ
آیا جو دھیان آلِ رسالت مآب کا
صدمے سے حال غیر ہوا اس جناب کا

جھک کر جری نے مشک بھری با اضطراب — پہلوئے خوشخرام پہ رکھ کر بصد شتاب
باندھا دہانہ تسمے سے با دیدۂ پُر آب — کاندھے پہ رکھ کے پھر یہ خدا سے کیا خطاب
یہ مشکِ آب حصۂ آلِ رسولؐ ہے
تو حافظِ امانتِ ابنِ بتولؐ ہے

www.emarsiya.com

پھیری یہ کہہ کے اسپِ سُبک سیر کی لجام ساحل کو آبجو سے پھرا شیرِ تشنہ کام
جب تک کہ مشک سب بھرے وہ فلک مقام پھر جمع ہو گئے تھے شریعہ پہ اہلِ شام
حائل تھی فوج راہ میں اس رشکِ ماہ کی
چھائی ہوئی تھی گھاٹ پہ بدلی سپاہ کی

ساحل سے یوں چلا اسد اللہ کا پسر آتا ہو جیسے گھاٹ سے جنگل میں شیرِ نر
تلوار تھی یمینِ مبارک میں جلوہ گر تھا دستِ چپ میں رایتِ سلطانِ بحر و بر
سر پر کھلا ہوا جو پھریرا نشاں کا تھا
سایہ جری کے سر پہ نہالِ جناں کا تھا

آپس کے مشورے میں ہوئی تھی یہ بات طے عباسؑ شیر بیشۂ شیرِ خدا کا ہے
ازبسکہ ہیں ہراس میں سب گرد گانِ رَے بے جاں کسی سے ہوگا نہ یوں یہ خجستہ پے
سر اس جری کا تن سے اتارا نہ جائے گا
بے مکر و کید شیر یہ مارا نہ جائے گا

ناگہ قریبِ فوج کے پہونچا وہ نامور گھوڑا ڈپٹ کے شیر بڑھا مثلِ شیرِ نر
آئی جو صاعقے کی طرح تیغ اِدھر اُدھر کٹ کٹ کے دشتِ کیں میں گرے خود و تن کے سر
بارِ دگر جو لیلیِٔ رنگیں ادا چلی
بجھنے لگے چراغ ہوائے فنا چلی

لٹتے ہوئے ہزیرے پسپا ہوئے لعیں جاتا تھا شیر اُن کے تعاقب میں خشمگیں
ہلچل سے یک بیک جو ہلی دشت کی زمیں ہمشکلِ مصطفےٰ سے یہ بولے امامِ دیں
اسوقت دل حسینؑ کا پھر درد مند ہے
دریا کی سمت شور یہ کیسا بلند ہے

www.emarsiya.com

اکبر سے کہہ رہے تھے یہ سلطانِ بحر و بر — لڑتا ہوا سپاہ سے آتا تھا شیر نر
غافل جو تھا جہاد کے عالم میں نامور — نکلا پرے سے ورقۂ میشوم کا پسر
چھپ کر خطا شعار نے پہلوئے شیر سے
تلوار دستِ راست پہ ماری دلیر کے

کٹ کر گرا جو دست جگر بند بوتراب — کاندھے پہ بدلی ابن ید اللہ نے مشک آب
تلوار کو لیا رہیں لے کر بصد شتاب — لڑتا ہوا وہاں سے بڑھا وہ فلک جناب
جاتا تھا یوں تعاقب اہلِ ضلال پر
جس طرح شیر غیظ میں جھپٹے غزال پر

ناگہ حکیم پشت سے یہ آیا میانِ راہ — غازی کے دست چپ پہ کیا وار آہ آہ
وہ ہاتھ بھی جو قطع ہوا وا مصیبتاہ — فرط قلق سے حال ہوا شیر کا تباہ
دریا بہا دلیر کی آنکھوں سے اشک کا
جرار کو الم تھا سکینہ کی مشک کا

ہاتھوں سے ناامید ہوا جب وہ نامدار — دانتوں میں لے کے مشک کے تسمے کو استوار
مہمیز سے جری نے کیا تیز راہوار — کہتا تھا خوش خرام سے حیدر کا یادگار
لے چل کسی طرح سے مجھے خیمہ گاہ تک
اے بادپا یہ مشک پہنچ جائے شاہ تک

جاتا تھا رن میں شیر کا اسپ صبا شتاب — ناگاہ دو خدنگ اڑے صورتِ عقاب
اک تیر سے تو چھد گئی پیاسوں کی مشکِ آب — مجروح دوسرے سے ہوا سینۂ جناب
پانی بہا کہ خونِ دلِ آرزو بہا
ہمراہِ آب صدرِ جری کا لہو بہا

www.emarsiya.com

اکبر یہ کہہ رہے تھے پہ سلطانِ بحر و بر   لڑتا ہوا سپاہ سے آتا تھا شیرِ نر
غافل جو تھا جہاد کے عالم میں نامور   نکلا پرے سے ورقۂ میشوم کا پسر
چھپ کر خطا شعار نے پہلوے شیر کے
تلوار دستِ راست پہ ماری دلیر کے

کٹ کر گرا جو دستِ جگر بندِ بوتراب   کاندھے پہ بدلی ابنِ یداللہ نے مشکِ آب
تلوار کو لیا زمیں سے کر بصد شتاب   لڑتا ہوا وہاں سے بڑھا وہ فلک جناب
جاتا تھا یوں تعاقبِ اہلِ ضلال پر
جس طرح شیر غیظ میں جھپٹے غزال پر

ناگہ حکیم اشقیٰ سے پہ آیا میانِ راہ   غازی کے دست چپ پہ کیا وار آہ آہ
وہ ہاتھ بھی جو قطع ہوا وامصیبتاہ   فرطِ قلق سے حال ہوا شیر کا تباہ
دریا بہا دلیر کی آنکھوں سے اشک کا
جرار کو الم تھا سکینہ کی مشک کا

ہاتھوں سے ناامید ہوا جب وہ نامدار   دانتوں میں لے کے مشک کے تسمے کو استوار
مہمیز سے جری نے کیا تیز راہوار   کہتا تھا خوش خرام سے حیدر کا یادگار
لے چل کسی طرح سے مجھے خیمہ گاہ تک
لے باد پا یہ مشک پہنچ جائے شاہ تک

جاتا تھا رو میں شیر کا اسپِ صبا شتاب   ناگاہ دو خدنگ اڑے صورتِ عقاب
اک تیر سے تو چھد گئی پیاسوں کی مشکِ آب   مجروح دوسرے سے ہوا سینۂ جناب
پانی بہا کہ خونِ دلِ آرزو بہا
ہمراہ آب صدرِ جری کا لہو بہا

www.emarsiya.com

نوفل نے آ کے فرق پہ مارا جو اک عمود
صدمہ سے رنگ چہرۂ اقدس ہوا کبود
مائل ہوا زمیں پہ دلاور پئے سجود
گھوڑے سے ڈگمگا کے گرا خاصۂ ودود
حسرت جری کی قلب سے پیوند رہ گئی
سینہ پہ مشک حرز کے مانند رہ گئی

گھوڑے سے گر کے شہ کو پکارا وہ خوش خصال
تشریف جلد لائیے ہے وقت انتقال
سینے میں ہے غلام کا دم اے علیؑ کے لال
آنکھوں کو اشتیاق زیارت کا ہے کمال
حسرت ہے موت کی مجھے آقا کے سامنے
نکلے یہ جان زار مسیحا کے سامنے

ناگاہ گوش زد جو ہوئی شیر کی صدا
دوڑے حسینؑ نہر کی جانب پیادہ پا
کہتے تھے رو کے اے اسد شیر کبریا
بھائی کدھر کو آئے محمدؐ کا لاڈلا
تدبیر کوئی آہ ہمیں سوجھتی نہیں
آواز دو کہ راہ ہمیں سوجھتی نہیں

یہ کہہ کے تھوڑی دور بڑھے شاہ انس و جاں
پہنچے قریب حضرت عباسؑ ناگہاں
دیکھا کہ خون میں لوٹ رہا ہے وہ نوجواں
دست بریدہ شیر کے پہلو میں ہیں طپاں
آنکھوں میں دم ہے ابن جناب امیرؑ کا
روزن ہے ایک شیر کے سینے میں تیر کا

بھائی کے پاس بیٹھ گئے شاہ دیں پناہ
منہ رکھ کے منہ پہ شیر کے بولے بہ اشک و آہ
غربت میں ابن فاطمہ کو کر چلے تباہ
ہے ہے یہ حال کیا ہوا اے غیرت رشک مہ
شانے کٹے ہیں تیر کا روزن جگر میں ہے
پیدا نشان گرز گراں بار سر میں ہے

عباسؑ نے بصوت خفی یہ کیا کلام آقا خدا کے حکم سے ناچار ہے غلام
کیا زور ہے جو بن کی بگڑ جائے کوئی کام پہلے تو رن سے بھاگ گئی تھی سپاہ تمام
ساحل پہ ایک لشکری اہلِ شر نہ تھا
دریا پہ کوئی دشمن خیر البشر نہ تھا

جب مشک بھر کے نہر سے نکلا میں دلفگار ساحل پہ جمع ہو گئے آ کر ستم شعار
ناگہ کمیں سے چل گیا دست کمیں پہ وار سنبھلا نہ تھا ابھی کہ جدا ہو گیا یسار
ناوک لگا جو سینے پہ غش کھا کے گر پڑا
صدمے سے ضرب گرز کے تیورا کے گر پڑا

یہ کہہ کے سوئے قبلہ پھرا مرتضیٰ کا لال کانپا بدن دلیر کا خورشید کی مثال
آخر بغور دیکھ کے شبیرؑ کا جمال دنیا سے سوئے خلد کیا قصد انتقال
طائر جری کی روح کا پرواز کر گیا
گردوں پہ غل ہوا کہ علمدار مر گیا

گھبرا گئے یہ دیکھ کے سلطانِ بحر و بر آنسو بہائے لاش جری پہ جھکا کے سر
گویا ہوا یہ لختِ دلِ سید البشر غربت میں آہ توڑ گئے بھائی کی کمر
اچھا سلوک تم نے کیا مجھ غریب سے
کیا جلد آنکھ پھیر لی آفت نصیب سے

اے یادگار حیدر کرار آہ آہ اے ابن فاطمہ کے مددگار آہ آہ
اے غمگسار عترت اطہار آہ آہ اے لشکر حسین کے سالار آہ آہ
توڑی مسافرت میں کمر کیا غضب کیا
اے شیر کبریا کے پسر کیا غضب کیا

www.emarsiya.com

ہمدم مرے شفیق مرے مہرباں مرے مونس مرے انیس مرے رتبہ داں مرے
باتیں کرو حسینؑ سے شیریں زباں مرے شبیر کو جواب دو اے خوش بیاں مرے
شاید خفا ہو فاطمہؑ کے نورِ عین سے
بھیا کلام کیوں نہیں کرتے حسینؑ سے

لو اٹھو کے فرشِ خاک سے اے غیرتِ قمر پٹکے سے باندھو بھائی کی ٹوٹی ہوئی کمر
تلواریں کھینچ کھینچ کے آتے ہیں اہلِ شر بھیا علیؑ کے لال کی لیتے نہیں خبر
مردانگی دکھاؤ شہِ ذوالفقار کی
نصرت کرو امامِ غریب الدیار کی

دامن عبا کا اپنی بچھا دوں تو سو رہو زخموں سے بہہ گیا ہے گرم جھڑا دوں تو سو رہو
چہرے سے گیسوؤں کو ہٹا دوں تو سو رہو رومال کوئی منھ پہ اڑھا دوں تو سو رہو
پٹکے سے زخمِ سینۂ جرار باندھ دوں
شملے کے پیچ کھول کے دستار باندھ دوں

اے صف شکن مزاج ہے کیسا کہو تو کچھ یہ نیند آج کیسی ہے بھیا کہو تو کچھ
ہشیار ہو کے دردِ دل اپنا کہو تو کچھ کس حال میں ہو اے گلِ رعنا کہو تو کچھ
دم ہے لبوں پہ راحتِ جانِ بتولؑ کا
ہشیار ہو جواب دو صدقہ رسولؐ کا

کامل سپاس حضرتِ باری کا ہے مقام اس مرثیہ کا حصۂ ثالث ہوا تمام
رنگینیِ عبارت و رعنائیِ کلام یہ بھی ہے ایک حسن ثنا خوانیِ امام
تو مدح خواں ہے فاطمہؑ کے گلعذار کا
صدقے تری زباں پہ ترانہ ہزار کا